مولانا عبدالمجید سالک

اسلامی تعلیمات

جب عالم انسانی پر ایسا دور آجاتا ہے۔ کہ دین و اخلاق کی ازلی و ابدی قدریں برباد ہو جاتی ہیں۔ انسان خدائے واحد کی عبادت ترک کر کے بے شمار جھوٹے معبودوں کو اپنا قبلہ مقصود بنا لیتے ہیں۔ نیکی اور پرہیزگاری کے اکرام کی جگہ مال و نسب کی وسعت و عظمت کا اعتبار قائم ہو جاتا ہے۔ بعض انسان ظلم و جبر یا ابلہ فریبی و عیاری سے کام لے کر بے علم اور ضعیف انسانوں کو اپنی غلامی کی زنجیروں میں جکڑ کر ذلیل کر دیتے ہیں۔ ظلم و عدوان کا رواج عام ہو جاتا ہے۔ شعوب و قبائل کے امتیازات اور انسانی گروہوں کی اونچ نیچ سے نسل انسانی کے اتحاد اور انسانیت کے شرف کی دھجیاں بکھر جاتی ہیں۔ فحش و ربا اور شراب و قمار شیر مادر کی طرح حلال سمجھ لئے جاتے ہیں۔ بغرض جب سچائی کی کھیتیاں اجڑ جاتی ہیں۔ اور جھوٹ کی فصلیں لہلہانے لگتی ہیں۔ تو سنت الٰہی ہے کہ ایسے حالات میں غیرت حق کو حرکت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو از سر نو راہ راست پر لانے کے لئے اپنے پیغمبروں کو مبعوث کرتا ہے۔ جو نہایت معجزانہ طور پر اعمال انسانی میں ایک عام انقلاب پیدا کر دیتے ہیں۔ چنانچہ جب ہند، عرب، مصر۔ ایران۔ روما اور یورپ کے بڑے بڑے ملک تاریکیوں میں ٹھوکریں کھا رہے تھے تو خدا نے اپنے آخری پیغام لے عرب کو چنا جو تہذیب و شائستگی کے ادنیٰ ترین مدارج پر تھا اور اس میں بھی شرک افتراق۔ انسان پرستی۔ بت پرستی۔ اوہام پرستی۔ نفس پرستی۔ مے پرستی۔ قمار پرستی اور فحش پرستی کا ہنگامہ برپا تھا۔

محمد رسول اللہ صلعم نے محض توفیق الٰہی سے مسلح ہو کر تنہائی اور بے سروسامانی کی حالت میں اپنے گردوپیش کی پوری دنیا کو چیلنج دیا۔ عیسائیوں سے کہا۔ کہ تم ایک انسان کو خدا کا بیٹا سمجھتے ہو۔ اور تثلیث و کفارہ کے باطل عقائد کے پابند ہو۔ اس لئے گمراہ ہو۔ یہودیوں کو للکارا۔ کہ عزیر خدا کا بیٹا نہ تھا۔ تم نے موسیٰ کی شریعت کو ترک کر دیا۔ تم نے عیسیٰ کی نبوت سے انکار کیا۔ لہٰذا تم بھی گمراہ ہو۔ مشرکین کو ڈانٹا کہ تم خالق کائنات اور معبود حقیقی کے ساتھ بتوں کو شریک کرتے ہو۔ گویا خدا کی خدائی سے منکر ہو۔ اس لئے تمہاری گمراہی میں کوئی شبہ نہیں۔ مصر اور ایران اور روما کی تہذیبوں کو پکار پکار کر بتا دیا کہ تمہاری تمام مزعومہ عظمتیں باطل ہیں۔ تم نے انسانوں کو خدا بنا رکھا ہے۔ اور بندگان خدا کو ظلم و جور کا نشانہ بنا رہے ہو۔ غرض محمد رسول اللہ کا چیلنج دنیا بھر کے نام تھا۔ کیونکہ وہ اللہ کے فرستادہ تھے۔ اور اللہ کسی گمراہی کو روا نہیں رکھ سکتا۔ خواہ وہ کتنی ہی شوکت و ہیبت کی سرمایہ دار ہو۔

توحید۔ محمد رسول اللہ خدا کے رسول تھے۔ خدا نے ان کو ہدایت پر مامور کیا تھا۔ خدا ان سے کلام کرتا تھا۔ اور

فی ذالک لآیات لقوم یتفکرون

(الجاثیہ ۲)

مسخر کر دیا گیا ہے۔ اور یقیناً اس میں سوچنے والے لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

انّ فی خلق السّمٰوات والارض واختلاف اللیل والنہار لآیاتٍ لاولی الالباب الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً وعلٰی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السّمٰوات والارض ربنا ماخلقت ھذا باطلاً

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے اختلاف میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ جو لوگ اللہ کو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹے یاد رکھتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں۔ وہ بے اختیار کہہ اٹھتے ہیں۔ کہ اے ہمارے رب تو نے یہ سب کچھ بے کار و بے نتیجہ پیدا نہیں کیا

(آل عمران)

قرآن نے بتایا کہ یہ قبیلوں کی عظمت پر فخر کرنا اور حسب ونسب پر اترانا بالکل بے کار ہے کوئی برہمن ہوا تو کیا۔ کھشتری ہوا تو کیا یہ نام تو صرف تمہاری پہچان کے لئے رکھے گئے ہیں۔ ورنہ اصلی عزت تو اسی کی ہے جو نیک اور پرہیزگار ہے خواہ وہ شودر اور چنڈال ہی ہو۔

یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکرٍ و انثیٰ وجعلناکم شعوباً وقبائل لتعارفوا ۔ انّ اکرمکم عند اللہ اتقاکم

اے لوگو۔ ہم نے تم کو ایک نر و مادہ سے پیدا کیا۔ اور تم کو مختلف اقوام و قبائل بنا دیا کہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو۔ خدا کے نزدیک تم سب میں بزرگ اور مکرم وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو۔

(حجرات)

صاف صاف کہہ دیا کہ زمین پر حکومت و سلطنت کرنا کسی خاص بادشاہ یا راجا کی اولاد یا قوم کا حق نہیں۔ وراثت ارضی صرف صالح لوگوں کا حق ہے یعنی ان کا جو اس ذمہ داری کے تحمل کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر انّ الارض یرثھا عبادی الصالحون (الانبیاء)

اور ہم نے زبور میں ذکر کے بعد لکھ دیا تھا کہ زمین کی وراثت کو صالح بندے ہی حاصل کریں گے۔

باپ دادا کی اندھی تقلید ۔ رسوم پرستی اور آبا پرستی نے انسانی آبادیوں کو اکثر گمراہ کیا ہے۔ لاکھوں کروڑوں انسان محض اس لئے غیر اللہ کو پوج رہے ہیں کہ ان کے باپ دادا بھی انہی کو پوجتے تھے۔ ورنہ حقیقت میں وہ جانتے ہیں۔ کہ ان کے معبود ان کا کچھ بنا یا بگاڑ نہیں سکتے کئی فحش کاریاں محض اس لئے رائج ہیں۔ کہ لوگوں کے بڑے ان کو جائز رکھتے تھے۔ اسلام نے اس قدامت پرستی اور تقلید آبا کے خلاف آواز بلند کی

قال ھل یسمعونکم اذ تدعون او ینفعونکم او یضرون قالوا بل وجدنا آباءنا کذالک

(ابراہیم نے کافروں سے) کہا کہ کیا جب تم ان بتوں کو پکارتے ہو تو یہ تمہاری پکار کو سنتے ہیں۔ یا تم کو فائدہ یا نقصان پہنچا سکتے

یعملون (الشعراء)

ہیں؟ انہوں نے جواب دیا۔ کہ یہ تو نہیں لیکن ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔

واذا فعلوا فاحشۃ قالوا وجدنا علیہا آباءنا واللہ امرنا بہا۔ قل ان اللہ لا یامر بالفحشاء۔ اتقولون علی اللہ ما لا تعلمون (الاعراف ۳)

اور جب کوئی بے حیائی کا کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے بزرگوں کو اسی طریق پر کاربند دیکھا ہے۔ اور اللہ نے ہم کو اسی کا حکم دیا ہے۔ ان سے کہہ دو۔ کہ اللہ بے حیائی کے کام کا حکم نہیں دیتا۔ کیا تم لوگ بے سوچے سمجھے خدا پر یہی جھوٹ بولتے ہو۔

ہر قوم میں ہادی آئے۔ پھر دوسرے مذاہب کے بانیوں کا ابطال نہیں کیا۔ کسی کو بُرا نہیں کہا۔ بلکہ سب کی تصدیق کی کہ وہ خدا ہی کی طرف سے آئے تھے۔

وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر (فاطر ۳)

کوئی قوم ایسی نہیں جس میں کوئی ڈرانے والا (ہادی برحق) نہ گزرا ہو۔

وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لہم

ہم نے جب کبھی کوئی رسول بھیجا تو اسی کی قومی زبان میں بھیجا۔ تاکہ ان لوگوں کو اچھی طرح سمجھا سکے۔

اس کے علاوہ کسی خدا پرست اور نیک آدمی کے اجر آخروی سے انکار نہیں کیا۔ بلکہ اس کو خوف و حزن سے نجات کی بشارت دی۔

بلیٰ من اسلم وجہہ للہ وھو محسن۔ فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیہم ولا ھم یحزنون (البقرۃ ۱۳)

حقیقت یہ ہے کہ جس نے خدا کے آگے سر خم کر دیا اور وہ نیکوکار بھی ہوا۔ اس کا اجر اس کے پروردگار کے ہاں موجود ہے اور ایسے لوگوں پر کوئی خوف اور کوئی حزن طاری نہ ہوگا۔

تبلیغ کے آداب۔ مذہب کی تبلیغ میں جبر و اکراہ کی شدید ممانعت کی۔ تبلیغ کے سلسلے میں مفاہمت کی ایک ایسی بنیاد پیدا کر دی جس سے توحید الٰہی کا منشا پورا ہو جائے۔ اس کے علاوہ تبلیغ و ہدایت کے آداب بتائے۔ اور خوش بیانی اور حسن سلوک کی تلقین کی، چونکہ اہل کتاب اللہ کو مانتے تھے۔ اس لئے ان کو یہ پیشکش کی :۔

قل یا اھل الکتاب تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ (آل عمران ۷)

اے رسول کہہ دے۔ کہ اے اہل کتاب۔ آؤ اس ایک کلمہ پر جمع ہو جائیں۔ جو ہمارے تمہارے درمیان برابر ہے۔ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہ کریں۔ اور نہ کسی چیز کو اس کا شریک ٹھہرائیں اور نہ اللہ کے سوا ہم میں سے کوئی کسی کو پروردگار ٹھہرائے۔

ادع الیٰ سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن (النحل ۱۶)
اپنے رب کے راستے کی طرف دانائی سے اور اچھی نصیحت سے دعوت دے۔ اور ان سے بحث بھی کر۔ لیکن نہایت اچھے طریق پر۔

وقل لعبادی یقولوا التی هی احسن (بنی اسرائیل ۶)
تو میرے بندوں سے کہہ دے کہ وہ جب بات کریں۔ بہت اچھے طریق پر کریں۔

واللہ لا یحب الفساد (البقرہ ۲۵)
اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔

لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی (البقرہ رکوع ۳۴)
دین میں کوئی جبر اور زبردستی نہیں۔ نیکی اور سرکشی کے رستے جدا جدا واضح ہو چکے ہیں۔

سود خواری کی ممانعت :۔ ناجائز طور پر مال فراہم کرنے کے خلاف آواز بلند کی۔ سود خواری کی سخت مذمت فرمائی۔

وتاکلون التراث اکلا لما وتحبون المال حبا جما (الفجر)
اور تم مُردوں کا ترکہ سمیٹ سمیٹ کر کھاتے ہو۔ مگر تم کو عبرت نہیں ہوتی۔ اور تم مال و دولت کو بہت ہی عزیز رکھتے ہو۔

یا ایها الذین آمنوا لا تاکلوا الربوا اضعافا مضاعفة واتقوا اللہ لعلکم تفلحون (آل عمران ۴)
اے مسلمانو سود نہ کھاؤ۔ کہ دگنا چوگنا ہوتا جائے۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ تاکہ فلاح پاؤ۔

الذین یاکلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطه الشیطان من المس ذالك بانهم قالوا انما البیع مثل الربوا واحل اللہ البیع وحرم الربوا (البقرہ ۳۸)
جو لوگ سود کھاتے ہیں قیامت کے دن کو تر سے نہیں ہو سکیں گے۔ مگر اس شخص کی طرح جس کو شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس بنا دیا ہو۔ یہ ان کے اس قول کی سزا ہے۔ کہ تجارت بھی سود ہی کے مانند ہے۔ حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام کیا ہے۔

جہاد کے شروط :۔ جہاد و قتال کے متعلق حدود متعین کر دیئے۔ اور بتا دیا۔ کہ مومنوں کے لئے جارحانہ جنگ ناجائز ہے۔ مدافعانہ جنگ ہی کو جہاد کہنا چاہیئے۔ جو لوگ تم سے لڑیں۔ تم بھی ان سے لڑو۔ لیکن دیکھنا تجاوز نہ کرنا۔ جو لوگ عہد کر کے پھر جائیں۔ ان کے ساتھ بھی جنگ کی اجازت ہے۔

قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین (البقرہ رکوع ۲۴)
مسلمانو۔ جو لوگ تم سے لڑیں۔ تم بھی اللہ کے راستے میں ان سے لڑو اور زیادتی نہ کرو۔ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر
(حج رکوع ۶)

اجازت دی جاتی ہے ان لوگوں کو جن سے جنگ کی جا رہی ہے کہ وہ بھی جنگ کریں۔ اس لئے کہ وہ مظلوم ہیں۔ اور یقیناً کہ اللہ ان کی نصرت پر قادر ہے۔

الا تقاتلون قوماً نکثوا ایمانھم وھموا باخراج الرسول وھم بدءوکم اول مرۃ
(توبہ رکوع ۲)

تم ان لوگوں سے جنگ کیوں نہیں کرتے جنہوں نے عہد کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ دیا۔ اور رسول کے نکال دینے کا پختہ ارادہ کر لیا اور انہی لوگوں نے پہلی دفعہ تم سے جنگ کرنے میں ابتدا کی۔

اگر اسلام کے دشمن مشرکین میں سے کوئی شخص کسی وقت مسلمانوں سے پناہ طلب کرے۔ تو حکم یہ ہے کہ اس کو پناہ دے دو اور اسے اللہ کا کلام سناؤ۔ اس کے بعد اس کو ایسی جگہ پہنچا دو۔ جو اس کے لئے مقام امن ہو۔

وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ ذالک بانھم قوم لا یعلمون (توبہ رکوع ۱)

اور اگر مشرکین میں سے کوئی تم سے پناہ طلب کرے۔ تو اس کو پناہ دے دو۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سنے۔ پھر اس کو اس کی جائے امن تک پہنچا دو۔ یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو نہیں جانتے۔

انصاف کا حکم ۔ قرآن بے انصافی اور حق ناشناسی کا سخت مخالف ہے۔ وہ کسی کے ساتھ عداوت کی حالت میں بھی بے انصافی کی اجازت نہیں دیتا۔ وہ شہادت کی صداقت کو اس قدر اہم قرار دیتا ہے۔ کہ اگر کسی شخص کی اپنی جان اور اس کے والدین اور اعزہ کی جانیں بھی خطرے میں پڑی ہوں تو اسے ہر حال میں سچ بولنے پر قائم رہنا چاہیئے۔

یا ایھا الذین آمنوا کونوا قوامین للہ شھداء بالقسط ولا یجرمنکم شنآن قوم علی الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی۔ واتقوا اللہ ۔ ان اللہ خبیر بما تعملون (المائدہ ۲)

مسلمانو۔ خدا کا خوف کرتے ہوئے انصاف کے ساتھ گواہی دیا کرو۔ لوگوں کی عداوت تم کو اس گناہ پر آمادہ نہ کر دے۔ کہ تم عدل و انصاف سے باز رہو۔ تم ہر حال میں انصاف کرو۔ یہی طریقہ پرہیزگاری سے قریب تر ہے۔ اللہ سے ڈرو کیونکہ وہ تمہارے فعل و عمل سے باخبر ہے۔

یا ایھا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شھداء للہ ولو علی انفسکم او الوالدین والاقربین ۔ (النساء ۲۰)

اے مسلمانو۔ خدا کا خوف کرتے ہوئے انصاف کے ساتھ گواہی دیا کرو۔ خواہ وہ تمہاری جانوں۔ تمہارے والدین اور تمہارے اقربا کے خلاف ہی جاتی ہو۔

جزیہ کے بعد قتال موقوف ۔ جو لوگ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں لاتے۔ اور خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام نہیں قرار دیتے۔ ان سے قتال کرنا چاہیئے۔ لیکن اگر وہ جزیہ دے دیں۔ اور ماتحت حیثیت قبول کر لیں۔ تو قتال موقوف کر دیا جائے۔

قاتلوا الذين لا يؤمنون بالله ولا باليوم الآخر ولا يحرمون ما حرم الله ورسوله ولا يدينون دين الحق من الذين اوتوا الكتاب حتى يعطوا الجزية عن يد وهم صاغرون۔

(توبہ رکوع ۴)

وہ اہل کتاب جو نہ خدا کو مانتے ہیں۔ نہ یوم آخرت کو۔ نہ خدا اور اس کے رسول کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام سمجھتے نہ دین حق اور سچائی کی راہ کو اختیار کرتے ہیں ان سے تم لڑو۔ یہاں تک کہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں۔

چونکہ اخلاق کے سوا کسی مذہب کسی تہذیب اور کسی ثقافت کی بنیادیں استوار نہیں کی جاسکتیں۔ اس لئے اسلام نے اخلاق عالیہ پر بے حد زور دیا۔ قرآن کا کوئی صفحہ بھی تعلیم اخلاق سے خالی نہیں۔ نمونے کے طور پر چند آیات درج کی جاتی ہیں۔

پورا تولو۔ اوفوا الکیل ولا تکونوا من المخسرین وزنوا بالقسطاس المستقیم ولا تبخسوا الناس اشیاءھم ولا تعثوا فی الارض مفسدین (الشعراء ۱۰)

ناپتے وقت پیمانہ بھر دیا کرو اور لوگوں کو نقصان پہنچانے والے نہ بنو۔ تولتے وقت ترازو کی ڈنڈیاں سیدھی رکھ کر تولا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں کمی سے نہ دیا کرو۔ اور ملک میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔

عدل و احسان۔ ان اللہ یامرکم بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون

(النحل ۱۳)

اللہ تم کو عدل و احسان کرنے اور قرابت داروں کو مالی امداد دینے کا حکم دیتا ہے۔ اور بے حیائی کے کاموں۔ ناشائستہ حرکتوں اور ایک دوسرے پر زیادتی کرنے سے منع کرتا ہے۔ اور تم لوگوں کو نصیحت کرتا ہے تاکہ تم اس کا خیال رکھو۔

امانت میں خیانت نہ کرو۔ انصاف سے فیصلہ کرو۔

ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ان اللہ یعظکم بہ ان اللہ کان سمیعاً بصیرا (النساء ۸)

اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت رکھنے والوں کی امانتیں جب مانگیں ان کے حوالے کر دیا کرو۔ اور جب لوگوں کے جھگڑے فیصلہ کرنے بیٹھو۔ تو انصاف سے فیصلہ کرو۔ اللہ تم کو یہ اچھی نصیحت کرتا ہے۔ اور وہ بلاشبہ سب کی سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے

شہادت کو مت چھپاؤ۔ ولا تکتموا الشھادۃ ومن یکتمھا فانہ آثم قلبہ (البقرہ ۳۹)

اور گواہی کو مت چھپاؤ۔ جو شہادت کو چھپاتا ہے وہ دل کا کھوٹا ہے۔

اپنے عہد کو پورا کرو۔ یا ایھا الذین آمنوا اوفوا بالعقود (المائدہ ۱)

اے مسلمانو! اپنے معاہدوں کو پورا کرو۔

شیخی اور ڈینگ کی ممانعت ۔ ان اللہ لا یحب من کان مختالا فخورا (النساء ۶)

یقیناً اللہ شیخی خورے گھمنڈ کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

غصے کو پی جاؤ ۔ والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین (آل عمران ۱۴)

وہ لوگ اچھے ہیں جو غصے کو پی جاتے ہیں۔ اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ اور اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

عجز و انکسار و متانت ۔ وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ہوناً اذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاماً (الفرقان ۶)

اور اللہ کے بندے زمین پر فروتنی سے چلتے ہیں۔ اور جب جاہل ان کو مخاطب کرتے ہیں وہ سلام کہہ کر گزر جاتے ہیں۔

صبر کا درجہ ۔ ولمن صبر وغفر ۔ ان ذالک لمن عزم الامور (الشوریٰ ۴)

اور جو شخص صبر کرے اور دوسرے کی خطا بخش دے تو بے شک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔

نیکی میں تعاون کا حکم ۔ تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان واتقوا اللہ (المائدہ ۱)

نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کے مددگار ہو جایا کرو۔ گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کے مددگار نہ بنو۔ اور اللہ سے ڈرو۔

اتحاد کی نصیحت ۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا (آل عمران ۱۱)

اور سب مل کر مضبوطی سے اللہ کے دین کی رسی کو پکڑے رہو۔ اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔

یتیموں کا مال کھانا ۔ ان الذین یاکلون اموال الیتامیٰ ظلماً ۔ انما یاکلون فی بطونہم نارا (النساء ۱)

جو لوگ ازراہ ظلم یتیموں کے مال کو خورد برد کرتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں انگارے بھرتے ہیں۔

شراب اور جوئے کی ممانعت ۔ یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر ومنافع للناس واثمہما اکبر من نفعہما (البقرہ ۲۷)

اے رسول تم سے شراب اور جوئے کے بارے میں سوال کرتے ہیں سو ان سے کہہ دو۔ کہ ان دونوں چیزوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے کچھ فائدے بھی ہیں مگر ان کے فائدے سے ان کا گناہ بہت زیادہ ہے

زنا کی مذمت ۔ لا تقربوا الزنا ۔ انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا (بنی اسرائیل ۴)

اور زنا کے پاس بھی نہ پھٹکو۔ کیونکہ وہ بے حیائی ہے۔ اور بہت برا چلن ہے۔

اکڑنے کی ممانعت ۔ لا تمش فی الارض مرحاً انک لن تخرق الارض ولن تبلغ الجبال طولا (بنی اسرائیل ۴)

زمین پر اکڑ کے نہ چل کیونکہ تو زمین کو پھاڑ نہ سکے گا۔ نہ تو اکڑ کر چلنے سے پہاڑوں کی لمبائی کو پہنچ سکے گا۔

ظن تجسس اور غیبت ۔ یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن اِن بعض الظن اثمٌ ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضاً (الحجرات)

مسلمانو زیادہ بدگمانی سے پرہیز کرو ۔ کیونکہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں کسی کی جاسوسی کے درپے نہ ہوا کرو اور نہ ایک دوسرے کے پیچھے غیبت کیا کرو ۔

خیرات کر کے احسان جتانا ۔ یا ایہا الذین آمنوا لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذیٰ کالذی ینفق مالہ رئاء الناس ولا یومن باللہ والیوم الآخر (البقرہ ۳۶)

مسلمانو! اپنی خیرات کو احسان جتانے اور سائل کو ایذا دے ضائع نہ کرو ۔ وہ شخص جو اپنا مال دکھاوے کے لئے خرچ کرتا ہے ۔ اس کا مال اکارت جاتا ہے اور وہ شخص اللہ اور آخرت پر یقین نہیں رکھتا ۔

مقروض غریب ہو تو تقاضا ملتوی کر دو ۔ وان کان ذو عسرۃ فنظرۃ الیٰ میسرۃ وان تصدقوا خیر لکم (البقرہ ۳۸)

اگر تمہارا کوئی قرضدار تنگی میں ہو تو اسے فراخی تک مہلت دو اور اگر قرض معاف کر دو ۔ تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے ۔

عورتوں کے متعلق ۔ الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علیٰ بعض وبما انفقوا من اموالھم (النساء ۶)

مرد عورتوں کے ذمہ دار اور سرپرست ہیں ۔ اس لئے کہ خدا نے ایک دوسرے پر فضیلت دی ہے ۔ اور اس لئے بھی کہ مرد نے اپنا مال خرچ کیا ہے ۔

عورتیں ورثے میں حصہ دار ہیں ۔ وللرجال نصیبٌ مما ترک الوالدان والاقربون مما قلّ منہ او کثر نصیباً مفروضاً (النساء ۱)

ماں باپ اور رشتہ داروں کے ترکے میں تھوڑا ہو یا بہت مردوں کا حصہ ہے ۔ اور اسی طرح ماں باپ اور رشتہ داروں کے ترکے میں عورتوں کا بھی حصہ ہے ۔ اور یہ حصہ مقرر کیا ہوا ہے ۔

غرض سارا قرآن اخلاقی تعلیمات سے لبریز ہے ۔ اور انسانی زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہیں جس کے متعلق نیکی، پرہیز، دیانت داری ۔ رواداری کے احکام اس کتاب میں موجود نہیں ۔ اللہ اور اس کے رسول کا مقصود یہ تھا کہ بلند اخلاق انسانوں کا ایک معاشرہ مرتب کیا جائے ۔ جو اپنی زندگی کے نمونے اور اپنی تلقین سے دین حق کو دنیا بھر میں پھیلا دے چنانچہ وہ معاشرہ ظہور میں آ گیا ۔ اور اس نے مشرق و مغرب کو نور سے بھر دیا ۔ تاریکیاں کافور ہو گئیں اور جہاں مسلمان گئے ۔ وہاں ذات پات ۔ عدم مساوات ۔ معبودان باطل بخش کاری ۔ عدم دیانت ۔ ناشائستگی ۔ شراب اور دوسرے رذائل کا استیصال ہو گیا ۔ انسان کو اوہام باطلہ اور خداوندان باطل سے نجات مل گئی اور اس نے پہلی مرتبہ کامل آزادی کی فضا میں سانس لیا ۔

ت

بشیر احمد ڈار

افکارِ سرسید

نیچر اور عقل

گر سرسید کے دینی افکار اور اس کی تمام تر علمی کوششوں کا تجزیہ کیا جائے تو یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ سرسید کی ہش تھی کہ مسلمانوں کی نئی تعلیم یافتہ نسل کے دل میں اسلام کے متعلق جو شکوک و شبہات پیدا ہو رہے ہیں وہ کسی نہ کسی رح نہ صرف دور ہو جائیں بلکہ ان کو تمام مذاہب کے مقابلے میں اسلام کی سچائی اور برتری کا یقین ہو جائے ۔ اس نے ابت کرنے کی کوشش کی کہ دنیا کا کوئی مذہب خاص کر عیسائیت اتنا سادہ اتنا فطرتی اور عقلی نہیں جتنا کہ اسلام لیکن اس باوجود مغربی علوم و فنون کے نئے رجحانات و میلانات نہ صرف اسلام بلکہ مجرد مذہبی تصور کے خلاف تھے اور سرسید کی نگاہ اگر اسلام کو کوئی خطرہ درپیش تھا تو اسی تصادم کے باعث تھا ۔ چنانچہ اس کی ہر کوشش کا محور یہی ایک تصور تھا کہ ہ کسی طرح اسلام کو ان عقلی و مادی علوم کے ساتھ منطبق ثابت کیا جا سکے ۔ ایک لیکچر میں انہوں نے صاف طور پر اس چیز کا ان کیا کہ میں نے کوئی انگریزی خواں جس کو انگریزی علوم کا مذاق حاصل ہو گیا ہو ایسا نہیں دیکھا جس کو پہلا پہلا یقین ہمارے لے کے مروجہ مسائل اسلام پر ہو ۔ ایسی حالت میں ایک نئے علم کلام کی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی کہ کبھی اس سے پہلے تھی ی علم کلام کی مدد سے یہ ہمارا فرض ہونا چاہیئے کہ یا تو ہم ان مغربی علوم کی غلطیوں کو واضح کر دیں یا یہ ثابت کر دیں کہ مذہب کے عقائد کے منافی کوئی بات ان میں نہیں ۔

اسی مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے سرسید نے سب سے پہلے اسلام کا صحیح نقشہ لوگوں کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی ۔ ان ل تھا کہ بہت سے عقائد اور تصورات اسلام کے نام پر رائج ہو گئے ہیں جن کی بحیثیت مذہب میں کوئی گنجائش نہیں ، ان کو ہ کے ذخیرہ اپنی جگہ سب محمود کوششیں ہیں لیکن ان کو خالص اسلام کے ساتھ اجزائے لاینفک قرار دینا کسی حالت میں بھی ے نہیں ۔ ایک مسلمان کا صحیح مقام یہی ہے کہ وہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کو اپنے دین کی اساس بنائے اور اس کے معاملے میں اپنی ذاتی سمجھ بوجھ اور قرآنی فہم کی مدد سے مسائل کو سمجھنے اور حل کرنے کی کوشش کرے ۔ ہم فقہی میں قدیم فیصلوں کے پابند نہیں بلکہ اجتہاد کا دروازہ ہر شخص کے لئے کھلا ہے ۔ اس کے علاوہ سرسید کے نزدیک قرآنی بھی دو مختلف قسم اور نوعیت کے ہیں ، ایک اصلی اور دوسرے محافظ ۔ اصلی احکام میں مثلاً نماز ہے جس کا مقصد خدا نے عبودیت اور تذلل کا اظہار ہے لیکن نماز کے مختلف ارکان ، وضو اور سمت قبلہ محافظتی احکام ہیں ، جن کا

مقصد صرف یہ ہے کہ اصل احکام کی ادائیگی بہتر اور احسن طریقے سے سرانجام ہو سکے۔ اہمیت کے لحاظ سے متعلق احکام دوسرے درجہ پر ہیں لیکن عملی حیثیت سے دونوں کا مقام یکساں ہے۔

اس کے بعد دوسرا سوال یہ ہے کہ اس خالص اور ٹھیٹ اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے کیا معیار مقرر کیا جائے؟ کسی الہامی کتاب کا کوئی دعوےٰ، کسی پیغمبر کا قول یا اس کے معجزات؟ سرسید کے نزدیک یہ سب بے معنی دلائل ہیں کیونکہ موجودہ دور میں یہی معاملات تو متنازع فیہ ہیں۔ اس لئے کوئی ایسا معیار تلاش کرنا ضروری ہے جو زمانہ جدید کے ذہنی تقاضوں کو پورا کر سکے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص لامذہب یا کسی مذہب کا معتقد اس بات سے انکار نہیں کر سکتا۔ کہ انسان کی بناوٹ اس قسم کی ہے یا خدا نے اس کو ایسے قوائے مرکبہ سے پیدا کیا ہے جن سے وہ کسی کام کے کرنے کے لائق ہے اور کسی کے نہ کرنے کے لائق۔ ہے اور اسی لئے حالت زندگی میں اس کو ایک ایسی روش اختیار کرنی چاہیئے جس سے اس کے قویٰ بیرونی اور اندرونی وہ کام دیں جن کے لئے ان کا ہونا یا پیدا کرنا پایا جاتا ہو۔ پس جو مذہب کہ ہمارے سامنے پیش کئے جاتے ہیں ان کی صداقت کا یہی معیار ہو سکتا ہے کہ اگر وہ مذہب انسانی فطرت یا نیچر کے مطابق ہے تو سچا ہے اور اس بات کی صاف دلیل ہے کہ وہ مذہب اس شخص کا بھیجا ہوا ہے جس نے انسان کو بنایا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا نے ہم کو پیدا کیا ہے اور ہمارے واسطے جو ہدایت بھیجی ہے وہ ہدایت بالکل ہماری خلقت، ہماری فطرت، ہماری نیچر کے مطابق ہے اور یہی اس کی سچائی کی دلیل ہے کیونکہ یہ کہنا بجز بے عقلی کی بات ہے کہ خدا کا فعل اور ہوگا اور اس کا قول اور۔ تمام کائنات مع انسان کے خدا کا فعل ہے اور مذہب اس کا قول، اور دونوں مختلف نہیں ہو سکتے۔

لیکن نیچر سے کیا مراد ہے؟ سرسید کی تصنیفات میں نیچر سے مراد انسانی فطرت بھی ہے اور یہ کائنات بھی جو ہمارے اردگرد پھیلی ہوئی ہے۔ لیکن انیسویں صدی میں سائنس کی روز افزوں ترقی سے جو میکانکی تصور پیدا ہوا تھا اس کا اطلاق نیچر پر بھی کیا جانے لگا۔ چنانچہ یہ نظریہ تقریباً متفق علیہ قرار پایا کہ یہ کائنات چند بند ھے ٹکے قوانین کے مطابق چل رہا ہے جن میں کسی قسم کی تبدیلی کا کوئی امکان نہیں۔ اگر ہم علمی طور پر اس کائنات کا مطالعہ کرنا چاہیں تو انہی قوانین کی روشنی اور ہدایت میں کیا جا سکتا ہے۔ خدا اور اس کے مبینہ قوانین اخلاق کی نہ کوئی گنجائش ہے اور نہ ضرورت۔ جس طرح یہ کائنات قوانین کی پیروی میں کسی عقل و شعور کی رہنمائی کی محتاج نہیں، اسی طرح انسانی افعال و کردار بھی چند ایسے ہی میکانکی اصولوں کی پیداوار ہیں اور احساسِ اختیار، اخلاقی اقدار یا مذہبی اصول محض بے معنی تصورات ہیں جن کے لئے کم از کم علمی تحقیقات کے میدان میں کوئی ضرورت یا جگہ نہیں۔ دوسری طرف نیچر کا وہ تصور ہے جو قرآن میں بے شمار مقامات پر نظر آتا ہے جس کے مطالعہ سے انسان حکیم ازل کی حکمت کا راز معلوم کر سکتا ہے۔ اسی نیچر کے لئے خدا نے "ملکوت السماوات والارض" کے الفاظ استعمال کئے ہیں اور جس کی رو سے انسان کا احساس اختیار، اس کی اخلاقی اقدار اور روحانی زندگی حقیقی سچائیاں ہیں۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ سرسید کی زبان میں نیچر کا مفہوم کیا ہے؟ بدقسمتی سے سرسید میں یہ دونوں قسم کے تصورات ملتے ہیں